عائشہ بیگم پی۔ایچ۔ڈی سکالر
نمل،اسلام *. د

سفر*ناموں کے اُردو* اجم

Translation is the communication of the meaning of a source-language text by means of an equivalent target-language text. The English word "translation" derives from the Latin translation. Translation is a difficult art and a translator must have full command over the languages from whom he intends to translate. This research paper depicts a brief picture of various "safarnamas" travelogues which were translated into Urdu. This paper also helps the readers to provide details of various "safanames" which were written by notable travel writers and were translated into Urdu.

ا- ز*.ن سے دوسری ز*.ن میں مواد کی تبد~ کا* م* جمہ نگاری ہے۔یعنی* جمے کے ذریعے دو قوموں کا آپس میں ربط ہو* ہے، *جمہ ا- مشکل فن ہے۔ *جمہ نگار کو اپنی اور اس ز*.ن جس سے *جمہ کر رہا ہے واقف ہو* چاہئے، کیوè اس کے سامنے دو تہذیبیں ہوتی ہیں جو *جمے کی+ و) ا- نئے ر- اور روپ دکھائی دیتی ہیں۔ *جمہ صرف Õلی ہی نہیں بلکہ ا- میکاé عمل بھی ہے مترجم . # اس کو اپنی ز*.ن تبدیل کر* ہے تو اس ز*.ن کا پس منظر، ماحول اور اپنی ز*.ن کے ساتھ p پر مجبور ہو جا* ہے۔اس سے واضح ہو* ہے کہ *جمہ ا- ز*.ن سے دوسری ز*.ن منتقلی کا* م ہی نہیں بلکہ متون اور ثقافت کے درمیان مذاکرت کا عمل بھی ہے۔اسی کی مثال مرزا حامد بیگ یوں دیتے ہیں:

''ا- .تن سے دوسرے .تن *+ یلنا ا- پرانی شراب کی بوتل کو نئی بوتل فراہم کر* ہے''(۱)

یعنی بوتل کی تبد~ کی وجہ سے شراب کا ر- و روپ تبدیل ہو جائے گا۔ا/ بوتل صاف ہو گی تو۔نئ بوتل پرانی بوتل کے جسامت اور سا* کی عکاسی کرتی ہے، یہی حال *جمہ کا بھی ہے خاص طور پر افسانوی Ž میں اسکا ر- ũ یں Ã* ہے۔یہ *.ت تو حقیقت ہے کہ *جمہ کو تصنیف کے مقابلے میں وہ مقام نہیں مل سکتا جس کا یہ مستحق ہے۔کیوè مترجم مصنف اور قار M کے درمیان پل صراط کا راستہ ہے مترجم ایسا *جمہ کریں کہ عام آدمی اس کو آسانی سے سمجھ سکے اسی حوالے سے صفدر رشید کی رائے یہ ہے:

''بعض اوقات صحیح *جمہ کر* مشکل ہی نہیں بلکہ* ممکن بن جا* ہے اور وقت صرف خیال سے بٹنے کی حد -- نہیں بل کہ اسماء کے ساتھ ہے جس قوم* یہ تہذ$ میں جس چیز جتنا چلن ہو گا، مختلف موقعوں اور کیفیات کے اعتبار سے اس کے لئے اتنے ہی الفاظ ہوں گئے، مثلاً عرب خطے میں تلوار اور او$ جیسے الفاظ درجنوں نہیں بلکہ بعض اوقات سینکڑوں الفاظ ہوتے ہیں۔ایسے میں مترجم صرف عمومی اور معروف

معنی پر اکتفا کرسکتا ہے ڑ یادہ سے ڑ یادہ ایک تشریحی نوٹ لکھا جاسکتا ہے‘‘(۲)

ترجمہ عربی زبان کا لفظ ہے، اسکا مادہ رجم سے ہے ترجمہ کو انگریزی میں Translation کہتے ہیں ٹرانسلیشن کا لفظ لاطینی زبان سے آیا ہے، اس لفظ کا رائج اُردو اور فارسی سے ہوا اہل لغت کے نزدیک اس کے چار معنی ہیں۔ ایک پر لے جانا، (۲) منتقل کرنا، کلام، (۳) تفسیر و تعبیر، (۴) دیباچہ کے ہیں ترجمے کے اصطلاحی معنی کسی زبان کے متن کو کسی دوسری زبان میں منتقل کرنا ترجمہ اگرچہ زبان کی منتقلی کا نام ہے لیکن اس کی تعریف مختلف مقامات مختلف انداز میں کی ہے۔ بقول ڈاکٹر احمد قریشی:

’’کسی مصنف کے خیالات کو لیا جائے ان کو اپنی زبان کا لباس پہنایا جائے ان کو الفاظ، محاورات کے سانچے میں ڈھالا جائے اور اپنی قوم کے سامنے اس انداز سے پیش کیا جائے کہ ترجمے اور تالیف میں کوئی فرق نہ ہو‘‘(۳)

ترجمے کا عمل دراصل یہ ہے کہ ایک علمی یا ادبی پارے کو دوسرے ادبی پارے میں ڈھالنا ہے۔ اسی کی روشنی میں ڈاکٹر مرزا حامد بیگ ’’اُردو ترجمے کی روایت‘‘ میں یوں لکھتے ہیں:

’’کسی تحریر تصنیف یا تالیف کو کسی دوسری زبان میں منتقل کرنے کا عمل ترجمہ کہلاتا ہے یوں کہا جاسکتا ہے کہ ترجمہ متن کو دوسری زبان میں منتقل کرتے ہوئے اس کو تعبیر کرنا ہے یعنی ترجمے کا عمل ایک علمی یا ادبی پیکر کو دوسرے پیکر میں ڈھالنے کا عمل ہے‘‘(۴)

مترجم خیالات، معانی اور مفہوم ایک زبان سے دوسری زبان میں لے جاتا ہے یعنی ترجمے سے زبان کو ایک نئی زندگی ملتی ہے انہی خیالات کی روشنی میں ڈاکٹر ظہورالدین کی رائے یہ ہے:

’’ترجمہ ایک زبان کی راکھ سے دوسری زبان کو حیات بخشنے کا عمل ہے‘‘(۵)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ترجمہ قوموں کے عروج و استحکام میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ تہذیب، ثقافت اور ترقی منازل نہ صرف معلومات فراہم کرتا ہے بلکہ انہیں ایک دوسرے کے قریب لاتا ہے ترجمے کی بدولت ادب وسعت اور علم و دانش میں اضافے کا باعث بھی بنی اسی ضمن اعجاز راہی یوں لکھتے ہیں:

’’ترجمہ نام ہے ایک سعی نامشکور کا، جس کے صلے میں شدید مشقت کے بعد حقارت ملتی ہے‘‘(۶)

تراجم کی ابتداء تو ہومر کی اوڈیسی یونانی لاطینی زبان میں دکھائی دیتا ہے ۲۵۰ قبل مسیح میں یہ ترجمہ لیویوس اینڈرونیکس نے کیا۔ اُردو زبان میں دوسری زبانوں کی طرح تراجم کی روایت قدیم ہے اُردو ترجمہ نگاری کا باقاعدہ آغاز فورٹ ولیم کالج سے ہوا لیکن اس سے پہلے سترہویں صدی میں 5 وجہی کی کتاب سب رس 1635ء میں منظر عام پر آئی۔ اس کے بعد شاہ میراں جی کی شرح (دکن) کا ترجمہ کیا۔

یہ اُردو ادب کی خوش قسمتی تھی کہ اُردو ژ ن میں آغاز سے ہی شمالی اور جنوبی ہند میں تخلیقی، تنقیدی، ت اجم اور تحقیقی نوعیت سے کام ہو رہا تھا۔

ابتدائی دور میں میر » حسین تحسین کی ''نوطرز مرu'' ہے اور میر امن کی * غ و بہار'' ہے ان کے ت اجم فورٹ ولیم کالج میں ہوئے۔ اس کے بعد اُردو ژ ن کے دV اصناف میں بھی ت جمے کئے گئے* ول، افسانہ، ڈرامہ، فارسی، سنسکر$ اور بعض مذہبی کتب کا مقامی ژ ن کا، ت جمہ بھی کئے گئے۔ اس کے بعد سترہویں صدی کے% اور انیسویں صدی کے شروع میں ژ دہ انگر ی کتابوں کا ، ت جمہ اُردو میں کیاH۔ فورٹ ولیم کالج کے بعد دہلی کالج میں ژ دہ انگر ی کتب کے ت اجم کئے گئے۔ اس میں سرسید احمد خان اہم کردار ادا کیا۔ سائنٹفک سوسائٹی قائم کی جو کہ معاوضے کے طور پ ت اجم کرواتی تھی۔ اس سوسائٹی کے تحت چالیس سے زH کتب تھی۔ 1874ء میں انجمن کے وجود سے انگر ی کے منظوم اُردو ت اجم کرنے کے ساتھ ساتھ متعدد کتب کا انگر ی اور عربی سے اُردو میں ، ت جمہ کر ہے۔ یقیناً، ت جمہ کر ا ی مشکل فن ہے، ت جمہ نگار کو اس ژ ن میں بھی واقف ہو جس میں وہ ت جمہ کر ہے۔ ت جمے کے ذریعے علم کی طلب کا شعور پیدا ہو ہے اس ملک کے فکری اور تہذR عناصر دوسرے ممالک کو روشناس کرو ہے۔ اس لیے ت جمہ کو خاموش فکری انقلاب بھی تصور کیا جا ہے۔

اُردو ژ ن میں دV اصناف کے ساتھ ساتھ سفر مے کے ت اجم بھی قدیم ہے۔ شروع اس کو مہاتی کہا ں سمجھ کر پ ھتے تھے۔ بیسویں صدی میں چند ت جمہ شدہ اخبارات کی و) سفر مے کا آغاز ہوا۔

اُردو ادب میں سفر مہ ا ی مخصوص صنف ہے اُردو میں بہت سے سفر مے لکھے جا چکے ہیں لیکن اس کے وجود بھی سفر موں کے ت اجم میں اب بھی دلچسپی ہے۔ چند مشہور و معروف سفر مے جن کا ت جمے ہوا ہے وہ یہ ہیں۔

''احسن التقاسیم'' یہ مقدسی کا سفر مہ ہے جو دسویں صدی میں لکھاH۔ مقدسی فلسطین کا شندہ تھا جس نے مراکش سے شتقند ت مختلف ممالک کا سفر کیا اس نے ممالک اسلامیہ کی ر [، جغرافیائی، تہذR، معلومات کو جمع کیا۔ اس کا، ت جمہ خورشید احمد فاروق نے کیا۔

''کتاب الخراج'' ابوالفرج قلامہ بن جعفر « رائے نے 1901ء اسلام قبول کیا یہ عرب کا شندہ تھا ان کی کتاب ''الخروج وصفۃ الکتا$'' ایسی کتاب ہے جس میں سلطنت کے احوال واعمال اور رسوم، آداب درج ہیں۔ یہ کتاب سفری معلومات اور جغرافیہ کے لئے بھی مفید ہے۔ ۱۹۳۰ء میں مولا ابوالخیر مودودی نے اس کا، ت جمہ دکن میں کیا۔ اس ا ی اقتباس یوں ہے۔ ''سفر مہ بلوچستان وسندھ'' انیسویں صدی میں ہنری پوٹنگر نے ''بلوچستان وسندھ'' کے ا ی سرکاری روداد لکھی۔ اور اس خطے کے لوگ کے رسم و رواج، طور وطر j اور مزاج کے دژ فت کرنے کی عمدہ کوشش ہے۔ یہ محدودÃ یہ ہونے کے وجود تجژ تی طور پ معنی ہے اس کا، ت جمہ پ وفیسر انور رومان نے کیا ہے۔

''سفر*نامہ فورسیاتھ'' یہ سفر*نامہ سفارتی نوعیت کا ہے۔ٹی۔ڈی فورسیاتھ کمشنر جالندھر میں ۱۸۷۰ء میں لکھا ہے۔اس سفر*نامے کے مترجم کا*نام معلوم نہیں ہے۔لیکن اس کے*وجود اس سفر*نامے کو پڑھا اور پسند کیا H گیا۔

''حالات نجد والحسا'' یعنی وسط شرق عرب کی سیا # میجر ولیم بلگریو ۱۸۶۲ء میں لکھا اور اس کا ترجمہ کارپرداز ان اخبار وطن نے ۱۹۰۵ء میں کیا اس میں عربوں کی اخلاقی، ذہنی اور سیاسی حالات کا جائزہ لیا H گیا ہے

''سیر M'' یہ تبلیغی نوعیت کا سفر*نامہ ہے، ریورنڈ احمد شاہ نے لکھا اس کا ترجمہ مولوی ا / احمد نے کیا اس میں M کی رسوم و رواج کو بیان کیا۔

''سفر*نامہ اظفری گورگانی'' اس کے مترجم سید علی عباس ہیں، اس میں سفر*نامے سے ز*یادہ*تاریخ ہے ایسا لگتا ہے کہ*تاریخ کی کتاب ہے اسی حوالے سے سید علی عباس یوں لکھتے ہیں:

> ''ہمارا مقصد واقعات اظفری کا ترجمہ کر*نا نہیں بلکہ اظفری کی رہائی اور سفر کے متعلق دلچسپ*ت ر [
> معلومات پیش کر*نا ہے''(۷)

اس میں علی عباس نے حا*ثات واقعات کو*ت ر [اہمیت دی ہے اس میں اظفری کے سفر کے*ت ثات بھی موجود ہیں اور سفر*نامے کی تمام خصوصیات بھی موجود ہیں۔

''سفر*نامہ جا*پان'' علی احمد% جادی مصر کے مبلغ اسلام ہونے کی حیثیت سے تحقیق مذاہب کا Ð نس میں شر ! کے لئے جا*پان چلے گئے۔دوران قیام انہوں نے اپنی تبلیغی سرگرمیاں بھی جاری رکھی جس کی+ و)*. رہ سو جا*پانیوں نے علی احمد% جادی کا پیغام سن کر اسلام قبول کرلیا۔مذہبی مناظروں میں شر ! کے علاوہ انہوں نے اس ملک تہذ R اور سماجی زوایوں کو در*یافت کرنے کی سعی بھی کی۔ حسن میاں میں پھلوالری نے اس کا اُردو میں ترجمہ کیا% جادی نے وہاں کھانے کے انوکھے+ از اور طر j کی وضا # خوبصورت + از میں کی،اس کی مثال یوں ہے:

> ''جا*پانیوں کے چمچا ا- عجیب چیز ہے جس سے وہ چاول کھاتے ہیں یہ لکڑی کی دو S یں ہوتی ہیں جو
> دا N اور*. N ہاتھوں میں پکڑی جاتی ہیں جو تیلی دا N ہاتھ میں ہوتی ہے وہ مجوّف اور چوڑی ہوتی
> ہے اور*. N ہاتھ والی اسے چھوٹی اور کم چوڑی ہوتی ہے۔اس کا کام یہ ہے کہ بڑے چمچے میں چاول
> بھردے۔انہیں دوتیلیوں کے ذریعے سے بآسانی تمام اہل جا*پان چاول کھا e ہیں''(۸)

''سوو $ یو 2'' کی آزادی کی دسویں سالگرہ کے سلسلہ میں پنڈت جواہر لعل نہرو روس گئے ''سیا & روس'' کے حوالے سے ا-* یادگاہ سفر*نامہ ۱۹۲۷ء میں لکھا۔اس میں سفری عناصر کم اور معلوماتی+ از ز*یادہ ہیں پنڈت نہرو روس کی A* یاتی ò سے بہت متا*ثر ہوا۔اس کی بعض تصاو یا اور مشاہدے میں حقیقی ز+ گی کی تصو یر دکھائی دیتی تھی۔

''سفرنامہ مشرقی پاکستان'' سر آوریل آسٹن نے لکھا اور اس کا ترجمہ محمود اعظم فہمی فریدی نے کیا۔ اس سفرنامے میں مشکلات کو منظر عام پر لایا اور اس کی خوبی یہ ہے کہ اس میں معاشرتی آرائش ہیں۔

''سیر قسطنطنیہ'' یہ منشی احمد دین کی کتاب ''سیر قسطنطنیہ'' پروفیسر مولر اور مسٹر مورین کرافورڈ کے مضامین سے متضاد ہے اس کا ترجمہ مولوی محمد انشاء اللہ (مدیر وکیل) امرتسر نے کیا۔ احمد دین ترکوں کو چونکہ قسطنطنیہ سے محبت تھی اور کتاب کو مزید دلچسپ بنانے کے لئے شبلی نعمانی اور مولوی انشاء اللہ کے زندگی کے واقعات بھی شامل ہے جس سے مشرق اور مغرب کے سفری کیفیت میں مزید لطف پیدا ہوا۔

''نجم دری'' مس مارتھا روٹ نے ''نجم دری'' سفرنامہ لکھا یہ امریکی خاتون تھی۔ 1919ء میں جنوبی امریکہ میں بہت سے شہروں کا سفر کیے اس کے بعد صغیر پاک و ہند میں تین مرتبہ سفر کیا۔ دنیا کی چارسو یونیورسٹی میں تبلیغی خطبات دیئے۔ یہ سفرنامہ بھی تبلیغی نوعیت کا ہے۔ ہندوستان کے عظیم شخصیات سے ملاقات اور تاثرات کی وجہ اس سفرنامہ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔

''زیر بار سے مشرق پاکستان'' علی غلام حسین رنجباری نے ''زیر بار سے مشرق پاکستان'' سفرنامہ تحریر کیا جس کا اُردو میں ترجمہ ارشاد احمد صدیقی نے کیا۔ اس میں بہت سے ممالک کے واقعات و تاثرات پیش کئے گئے ہیں۔ مثلاً کویت، بمبئی، کمپالہ، بیروت، دمشق، سوات، دہلی، کافرستان، کابل، مشرقی پاکستان اور کلکتہ شامل ہیں۔ اس کا انداز میں ڈرامائی عناصر دکھائی دیتے ہیں۔

''ایک مالدیپ'' ایلن ویلر کا سفرنامہ ہے جس میں اس نے مالدیپ کے سماجی، معاشرتی اور مذہبی زاویے کی عکاسی کی ہے۔

''وادیوں کی سرزمین'' ایلن کلارک کا سفرنامہ ہے اس کا ترجمہ فرید شاہ پوری نے کیا اس سفرنامے میں وہاں قوم کی تہذیب و تمدن، رسوم و رواج کا جائزہ لیا ہے۔

''کردستان'' اے۔ایچ۔ ہملٹن کا سفرنامہ ہے۔ یہ ایک مہماتی سفرنامہ ہے اس کا ترجمہ فرید شاہ پوری نے کیا، اس کے کرد قوم کے تہذیبی کردار کو منظر عام پر لایا، اسی حوالے سے ہملٹن یوں رقمطراز ہیں:

''کرُد بڑے مہمان نواز ہیں کوئی بھی اجنبی ان کے گاؤں میں آجائے گاؤں کا سردار اس کی میزبانی اپنا فرض سمجھتا ہے۔۔۔۔ کرُد غاروں کے متعلق کسی کو کچھ نہیں بتاتے وہ اس لئے کہ جنگوں کے زمانے میں غار ان کی پناہ گاہ ہوتے ہیں'' (۹)

''نیویارک سے پیرس۔ پہلی پرواز'' کیپٹن چارلس اے لنڈبرگ کا سفرنامہ ہے اس کا ترجمہ سید فیاض محمود نے کیا۔ یہ مہم جوئی کا فضائی سفرنامہ ہے کولمبس کے بحری سفر کے بعد لنڈبرگ نے حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دیا جس میں انفرادیت یہ تھی کہ دو زمینی خطے کے درمیان فضائی پل قائم کیا۔ اسی وجہ سے اس سفرنامہ کو انسانی اولوالعزمی کی بہترین مثال قرار دیا ہے۔

''حالات ایران'' سر جان مالکم کا سفرنامہ ہے یہ ۱۹۰۵ء میں اُردو پیسہ اخبار نے شائع کیا اس کے ۲۰۰ صفحات ہیں۔ اور اس کے مترجم کا نام معلوم نہیں ہے اس میں ایران کے ثقافتی، سماجی اور زرعی حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

''ایران ۱۹۴۵ء، ایران ۱۸۸۵ء'' یہ جے۔ بی فیور، ہیڈن کا سفرنامہ ہے یہ دراصل دو سفرنامے ہیں اوران کی اشاعت ۲۰۰۲ء میں بیکن بکس ملتان میں ہوئی اس کا ترجمہ رشید احمد قیصرانی نے کیا۔

''خیابان فارس'' جارج مینیتھل کرزن کا سفرنامہ ہے، یہ ۱۹۰۲ء میں شائع ہوا اور اس کا ترجمہ ظفر علی خان نے کیا اس کل صفحات ۲۱۲ ہیں۔

''سفرنامہ ایران'' جنرل سر ٹامس ایڈورڈ گارڈن کا سفرنامہ مئی ۱۹۰۶ء میں منظر عام پر آیا اس کا ترجمہ کار پرواز وطن لاہور نے حمید یہ مشین پریس سے اگست ۱۹۰۶ء میں شائع کردیا یہ ۱۲۷ صفحات پر مشتمل ہے اس میں ایران کے مشاہدات کو کتابی شکل میں دیا اس سفرنامے میں اس کے 5 وزیر بادشاہوں وزیروں، ڈاک کے Âم، تجارت، کاشت& کاری، مذہبی اور سیاسی معلومات بھی ملتی ہیں۔

''کارنامہ پہلوی'' پروفیسر اے ایم مولوی کا یہ سفرنامہ ۱۹۴۶ء میں Âمی پریس لکھنو میں شائع ہوا اس سفرنامے کے ۳۲۰ صفحات ہیں۔ سید محمد حسن بلگرامی نے ''ماڈرن ایران'' کا ترجمہ ''کارنامہ پہلوی'' کے نام سے کیا اس کے ۳۲۰ صفحات ہیں۔ پروفیسر اے ایم مولوی نے بحری جہاز کے ذریعے ۲ مئی ۱۹۳۹ء کو سفر کیا اس میں تاریخ ایران سرسری Âڈالی ہے۔

''ایران میں دس دن'' یہ سفرنامہ حافظ محمد 1/4 رالحق کا فارسی سفرنامے ''رہ آورد سفر'' کا اُردو ترجمہ ہے۔ ۱۹۷۳ء میں مکتبہ انوار اسلام اسلام آباد نے شائع کیا۔ اس کے ۶۲ صفحات ہیں۔ یہ بیا6تکنیک میں لکھاH اور اس کا اسلوب سادہ ہے محاورات اور تشبیہات کے استعمال کے ساتھ زبان و بیان پر عبور میں کمال حاصل ہے۔

''سفرنامہ حکیم ناصر خسرو'' جو کہ حکیم ناصر خسرو کا سفرنامہ ہے ۱۸۸۲ء میں شائع ہوا۔ اس کے مترجم مولوی عبدالرزاق کا Zری ہے جنھوں نے اس کا فارسی سے اُردو میں ترجمہ ۱۹۴۱ء میں کیا اور انجمن ترقی اُردو دہلی نے اس کو شائع کیا۔ یہ سفرنامہ قاہرہ، عراق، مصر، ایران، مکہ، مد6، شام، Mبیت المقدس پر مشتمل ہے۔

''سیر مقبول'' آغا مقبول کا سفرنامہ ہے یہ ۱۸۸۹ء میں شائع ہوا اس کے مترجم سید غلام حیدر ابن المرحوم سید محمد خان بہادرYی ہیں۔

''سفرنامہ ابن بطوطہ'' یہ ابن بطوطہ کا سفرنامہ ہے اس کی جلد اول ودوم دونوں یکجا کر کے ۱۹۸۶ء میں نفیس اکیڈمی لاہور میں شائع ہوئی۔ اس کے ۴۵۲ صفحات ہیں اس کا ترجمہ رK احمد جعفری نے کیا۔

''آزادی کی تلاش'' میاں اکبر شاہ کا سفرنامہ ہے جو کہ ۱۹۸۹ء میں اسلام آباد سے شائع ہوا۔ اور اس کا ترجمہ سید وقار علی شاہ نے کیا ''دریائے کابل سے یرموک تک'' یہ مولانا ابوالحسن علی ندوی کا سفرنامہ ہے۔ اس کی اشاعت ۱۹۷۴ء میں مجلس نشریات اسلام کراچی میں ہوئی۔ یہ سفرنامہ مغربی ایشیا کے چھ مسلم ممالک، افغانستان، ایران، لبنان، شام اور عراق کا ہے۔ مولانا یہ سفرنامہ عربی میں لکھا تھا اس کے مختلف ابواب کا نور عظیم ندوی، مولوی محمد اجمل اور نذر حفیظ ندوی نے کیا لیکن ترجمہ پرÂثانی مولانا محمد ابوالحسن علی

+ وی نے بھی کی اس میں ان کا اپنے اسلوب بھی شامل ہے۔

حج کے سفرٓ موں کے بھیٓ اجم ہوئے ہیں ان میں کعبے کے مناظر بھی دیکھے، وہ یہ ہیں ''سفرٓ مہ حجاز'' جان لوK بورک ہارڈ نے ۱۸۱۴ء میں تحریکیا اس کآ جمہ مولوی n نے کیا۔

''سفر دار المصطفیٰ'' کپتان %ڈفر+ رک۔ٹن کا سفرٓ مہ ''پلگریم ایج ٹو المدینہ اینڈ مکہ'' ہے اس کآ جمہ محمد K ءاللہ نے کیا اس میں اس نے مصباح الدین سے بھی مدد لی۔ ''سفرٓ مہ حرمین'' یہ پہلی انگریز خاتون لیڈی ایولین کیولڈ زM کا تحریکردہ سفرٓ مہ ہے۔ یہ سفرٓ مہ ۱۹۳۳ء میں لکھا H۔ محسن بن n نے انگریزی سے اُردو میں اس سفرٓ مے کآ جمہ کیا۔

''طوفان سے ساحل تک'' محمد اسد لیو پولڈ ویئس کا سفرٓ مہ ''ڈی روڈ ٹو مکہ'' ہے اس کآ جمہ محمد الحسنی نے کیا اور اس کا عنوان ''طوفان سے ساحل تک'' لکھا یہ ۱۹۳۲ء کا سفرٓ مہ ہے اس میں اسلامی د* کا مغربی معاشرت کے ساتھ موازنہ بھی کیا H ہے۔
اس کے علاوہ* پ کستان میں بھی د V ۔ نوں کے تحریکردہ سفرٓ موں کے بھیٓ اجم کیے گئے ہیں، وہ یہ ہیں:

''میر* پ کستانی سفرٓ مہ'' بلراج ساہنی کا سفرٓ مہ کا ہے یہ سفرٓ مہ ۱۹۶۲ء میں لکھا H اس کآ جمہ* سرجواد نے کیا۔

''سفرٓ مہ* پ کستان'' یہ کیمی میر پوا کا سفرٓ مہ ہے یہ سفرٓ مہ ۱۹۵۸ء میں لکھا H اس کآ جمہ محمد حسین نے انگریزی سے اُردو میں کیا۔ اس* پ کستان کے مختلف علاقوں کی منظر نگاری بھی کی۔

''کافرستان'' محمود دانشو کا سفرٓ مہ ہے یہ ۱۹۵۲ء میں لکھا H اور اس کے مترجم خلیل احمد ہیں۔ اس کے متراجم ڈاکٹر فرمان فتح پوری، منتخ* دہیں اس میں چینی شعراء کے* ات کا موازنہ کیا ہے۔

''اللہ کا انتظار'' کرسٹینا لیمب کا سفرٓ مہ ہے۔ اپنی تحریمیں ضیاء اور بے نظیر کے* رے میں لکھا جس میں ضیاء کے خلاف اور بے نظیر کے حق میں لکھا اس کو ای طرفہ موازنہ بھی کہا جا* ہے۔ اس ضیاء کے غلط اور بے نظیر کو مظلوم اور معصوم حکمران بنا کر پیش کیا۔ اس سفرٓ مہ کو ای متنازعہ کتاب ہونے کی وجہ سے اس کی شہرت میں کمی واقع ہوئی بقول آغا میر حسین کہ:

> ''کرسٹینا لیمب کی کتاب ''اللہ کا انتظار* پ کستان میں ای متنازعہ کتاب صورت سے متعارف ہوئی یہ کتاب تمام اہم اور کثیر الاشا(اخبارات و رسائل کی توجہ کا مرکز بنی''

حوالہ جات

۱) مرزا حامد بیگ، ڈاکٹر، ''مغرب سے Zی ٓ اجم''، مقتدرہ قومی* ن، اسلام* د، ۱۹۸۸ء ص ۱۴

۲) محمد صفدر رشید، مرتبہ، صوبیہ اسلم، ڈاکٹر، ادارہ فروغ قومی* ن اسلام* د، ص ۸

۳) • راحمد قریشی، ‑ جمہ ’’روا$ اورفن‘‘ مقتدرہ قومی ز* ن اسلام آ د،۱۹۸۵ء ص۴۰

۴) مرزا حامد بیگ، ’’اُردو‑ جمے کی روا$‘‘ دو & X Å ،اسلام آ د۲۰۱۳،ص۱۵

۵) فا% ہ نورین، ڈاکٹر، ’’‑ جمہ کاری‘‘ ادارہ تعقیات اُردو اسلام آ د۱۹۸۸ء ص۱۵

۶) اعجاز راہی، ’’اُردو ز* ن میں ‑ اجم کے مسائل‘‘ ص۳۴

۷) سید علی عباس، ’’سفر* مہ اظفری گورگانی‘‘ پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۶۳ء، ص۴

۸) علی احمد% جاوی، ’’سفر* مہ جا* پن‘‘ مترجم حسن میاں پھلواری، اخبار وطن لاہور ۱۹۰۸ء

۹) اے۔ ایچ ہملٹن، ’’کردستان‘‘ مترجم آ دشاہ پوری، اُردو ڈائجسٹ، لاہور ستمبر ۱۹۶۵ء، ص۱۱۸

۱۰) امیر حسین آغا* تیں چند‘ اللہ کا انتظار کر راز کرسٹینا لمنٹ - ہوم لاہور ۲۰۰۵ء، ص۵